# قرآن کریم سے اقبال کی محبت

تنویر قیصر شاہد

مکاتیبِ اقبال مفاہیم و مطالب کے نقطۂ نظر سے کلام اقبال اور فکر اقبال کی سب سے زیادہ معتبر اور مستند تفسیر کی حیثیت رکھتے ہیں۔ حضرت علامہ اقبال کے خطوط ان کی مستقل اور باقاعدہ تصنیف کی حیثیت تو نہیں رکھتے لیکن وہ ان کے خیالات 'شعر و فلسفہ و افکار کے اظہار اور شرح و وضاحت میں ان کی شعری اور نثری تصانیف سے کم اہم نہیں ہیں۔ اور اس اعتبار سے تو مکاتیب کی اہمیت مستقل تصانیف سے بھی بڑھ جاتی ہے کہ وہ اقبال کی شخصی زندگی 'ان کے گوناگوں رجحانات اور نفسیاتی کیفیتوں کے ترجمان ہیں۔ اگر یہ کہا جائے تو شاید بے جانہ ہو کہ اقبال کے خطوط 'جو انہوں نے زندگی کے مختلف مواقع پر برصغیر پاک و ہند اور یورپ کی مختلف شخصیات کو لکھے 'ان کی سیرت و شخصیت اور فکر و فلسفے کا انتہائی گرانقدر اور دل آویز مرقع ہے۔

علامہ محمد اقبال 'خدا ان کی قبر کو نور سے بھردے 'کو قرآن حکیم سے گہرا شغف تھا۔ قرآن سے محبت کے مختلف مظاہر ان کے خطوط میں ہمیں جا بجا ملتے ہیں۔ ان کے قریبی احباب بھی گواہی دیتے ہیں کہ وہ دل و جان کی پوری توجہ اور مرکزیت سے قرآن کا مطالعہ کیا کرتے تھے۔ ان کے ایک دوست غلام بھیک نیرنگ لکھتے ہیں : "ایک مرتبہ میں لاہور گیا۔ ٹرین ایسے وقت لاہور پہنچی کہ اقبال کے مکان پر پہنچنے کے بعد صبح کی نماز کا وقت تھا۔ میں اوپر پہنچا تو ایک کمرے سے تلاوتِ کلام اللہ کی بلند مگر نہایت شیریں اور دردانگیز آواز میرے کانوں میں آئی۔ میں سمجھ گیا کہ یہ کس کی آواز ہے۔ میں نے فوراً جلدی جلدی وضو کیا اور نماز پڑھنے کے لئے اس کمرے میں گیا۔ دیکھا کہ اقبال مصلّے پر بیٹھے قرآن حکیم پڑھ رہے ہیں۔ مجھ کو دیکھ کر انہوں نے مصلیٰ خالی کر دیا اور خود پاس کے کمرے میں چلے گئے۔ میں نے اسی مصلیٰ پر نماز پڑھی تو نماز میں خاص کیفیت محسوس کی اور میں نے اپنے دل میں اس وقت یہ کہا کہ یہ کیفیت وہ شخص یہاں چھوڑ

گیاہے جو ابھی ابھی یہاں بیٹھا کلام اللہ پڑھ رہا تھا۔ یہ بات میرے علم میں تھی کہ اقبال صبح کی نماز بہت سویرے پڑھ کر تلاوت کیا کرتے ہیں مگر نمونہ اس روز دیکھا۔"

سندھ کے معروف دانشور ڈاکٹر غلام مصطفیٰ کا کہنا ہے کہ اقبال کی شاعری دراصل قرآن کریم کی تفسیر ہے۔ ان کی مشہور عالم مثنوی "اسرارِ خودی" اقبال کے قرآن پاک کے گہرے مطالعہ کا ایک بیّن ثبوت ہے۔ غلام بھیک نیرنگ کو مثنوی کی اشاعت سے پہلے ایک خط میں لکھا: "میں نے اس مرتبہ قرآن مجید کا مطالعہ کرنے کے بعد یہ خیالات قائم کئے ہیں"۔

لاریب اقبال کو جو نورِ معرفت، عظیم الشان بصیرت اور بے نظیر شاعرانہ عظمت ملی، وہ قرآن ہی کا مرہونِ منت ہے۔ ان کی مشہور عالم تصنیف (تشکیل جدید الٰہیات اسلامیہ) جو دراصل ان کے انگریزی کے سات خطبات پر مشتمل ہے، ان کے اس عظیم الشان اور رفیع المرتبت فکر کی آئینہ دار ہے جو انہوں نے قرآن پاک سے حاصل کیا۔ عینی شاہدوں کا بیان ہے کہ قرآن پاک کی تلاوت کے دوران ان کی آنکھوں سے آنسو رواں دواں رہتے تھے۔ سید نذیر نیازی جو ان کی جلوت و خلوت کے رازدار تھے، کا کہنا ہے کہ میں نے بارہا دیکھا کہ اقبال تلاوتِ کلام پاک میں محو ہیں اور ان کی آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی جاری ہے۔ ان کے آنسوؤں سے قرآن کے صفحے بھیگ جاتے تھے۔

اقبال کی بے نظیر فکر، جس نے پورے عالم انسانیت کو متاثر کیا، کا سرچشمہ دراصل قرآن ہی ہے۔ قرآن ہی ان کا غم خوار اور دمساز تھا اور وہ اس کے مطالعے سے کبھی غفلت نہ برتتے تھے۔ سرسید کے صاحبزادے سید راس مسعود کو لکھتے ہیں :...... "اور اس طرح میرے لئے ممکن ہو سکتا تھا کہ میں قرآن کریم پر عہد حاضر کے افکار کی روشنی میں اپنے وہ نوٹ تیار کر لیتا جو عرصہ سے میرے زیر غور ہیں۔ لیکن اب تو نہ معلوم کیوں ایسا محسوس کرتا ہوں کہ میرا یہ خواب شرمندۂ تعبیر نہ ہو سکے گا۔ اگر مجھے حیاتِ مستعار کی بقیہ گھڑیاں وقف کر دینے کا سامان میسر آئے تو میں سمجھتا ہوں کہ قرآن کریم کے ان نوٹوں (notes) سے بہتر میں کوئی پیشکش مسلمانانِ عالم کو نہیں کر سکتا۔"

ایک اور جگہ راس مسعود کو ایک خط میں قرآن سے محبت کا اظہار اقبال نے یوں کیا: ...... "چراغِ سحری ہوں، بجھا چاہتا ہوں، تمنا ہے کہ مرنے سے پہلے قرآن کریم سے متعلق اپنے

افکار قلمبند کر جاؤں۔ جو تھوڑی سی ہمت و طاقت ابھی مجھ میں باقی ہے اسے اسی خدمت کے لئے وقف کر دینا چاہتا ہوں تاکہ قیامت کے دن آپ کے جدِ امجد (نبی کریم ﷺ) کی زیارت مجھے اس اطمینانِ خاطر کے ساتھ میسر ہو کہ اس عظیم الشان دین کی جو حضور ﷺ نے ہم تک پہنچایا کوئی خدمت بجالا سکا"۔

مرزا جلال الدین رقمطراز ہیں ...... "مطالبِ قرآنی پر اقبال کی نظر ہمیشہ رہتی۔ کلام پاک کو پڑھتے تو ایک ایک لفظ پر غور کرتے بلکہ نماز کے دوران جب وہ باآواز بلند قرآن پڑھتے تو آیاتِ قرآنی پر بھی ساتھ ساتھ غور و فکر کرتے اور ان سے متأثر ہو کر رو پڑتے۔ ڈاکٹر صاحب کی آواز میں ایک خاص کشش تھی۔ جب وہ قرآن پاک پڑھتے تو سننے والے کا دل پگھل جاتا"۔

اقبال کے منثور اور منظوم کلام کا بنظر غائر مطالعہ کیا جائے تو یہ واضح ہو جاتا ہے کہ آپ نے کوئی بات قرآن و سنت سے ہٹ کر نہیں کہی۔ ان کی تعلیمات کا منبع اور سرچشمہ قرآن اور اسوۂ حسنہ ہے۔ جن لوگوں کے عقائد و عمل کا ماخذ کتاب و سنت تھا اقبال ان کے سامنے جھکنے کو تیار رہتے تھے۔ وہ اس کردار کے حامل لوگوں کی صحبت کے ایک ایک لحظہ کو دنیا کی تمام عزت و آبرو پر ترجیح دیتے تھے۔

سید وحید الدین فقیر بیان کرتے ہیں : "ڈاکٹر صاحب علامہ اقبال اپنی میکلوڈ روڈ والی کوٹھی میں قیام فرماتے۔ اس زمانے میں ڈاکٹر صاحب کی قیام گاہ پر ایک نئے ملاقاتی آئے۔ ادھر ادھر کی باتیں ہوتی رہیں۔ اتنے میں انہوں نے ڈاکٹر صاحب سے ایک سوال کر دیا اور کہنے لگے ...... "آپ نے مذہب' اقتصادیات' فلسفہ اور عمرانیات کے علوم پر جو کتابیں پڑھی ہیں ان میں سب سے زیادہ بلند پایہ اور حکیمانہ کتاب آپ کی نظر سے کون سی گزری ہے؟"۔ ڈاکٹر صاحب اس سوال کے جواب میں کرسی سے اٹھے اور نووارد ملاقاتی کی طرف ہاتھ کا اشارہ کیا کہ تم ٹھہرو' میں ابھی آتا ہوں۔ یہ کہہ کر وہ اندر چلے گئے۔ دو تین منٹ بعد واپس آئے تو ان کے ہاتھ میں ایک کتاب تھی۔ اس کتاب کو اقبال نے اس شخص کے ہاتھوں پر رکھتے ہوئے فرمایا: "قرآن کریم"۔

اقبال کی عالمانہ مجلسوں کے فیض یافتہ ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم جو خود بھی بلند پایہ فلسفی تھے اور جنہوں نے "فکرِ اقبال" ایسی معرکہ آرا کتاب لکھی' کا کہنا ہے : "اقبال کا قول قرآن کریم

کے قائم کئے ہوئے نظامِ حیات کی تفسیر اور رسول کریم ﷺ کے ارشادات کی والہانہ ترجمانی ہے"۔

معروف شارحِ اقبال' پروفیسر یوسف سلیم چشتی نے ایک بار ریڈیو پر تقریر کرتے ہوئے کہا تھا کہ جس شخص نے قرآن کریم کو پڑھا اور سمجھا نہیں وہ کلام اقبال کا مفہوم پانے کی کوشش میں کامیاب نہیں ہو سکتا اور اس کا سبب یہ ہے کہ کلام اقبال کا ماخذ و منبع اور محور قرآن کریم ہے۔ اس لئے پہلے قرآن کو پڑھئے' پھر حضرت علامہ اقبال کے کلام سے لطف اور فیض حاصل کیجئے۔

خدا کے آخری رسول ﷺ پر اترنے والی آخری آسمانی کتاب کا ہر حرف اقبال کے لئے قطعی حکم کا درجہ رکھتا تھا اور ہر عملی مسلمان کی طرح انہیں اس پر حق الیقین تھا۔ ایک واقعہ سنئے۔ اقبال کی بہنوں کی متاہلانہ زندگیاں پریشانیوں ہی میں گزریں۔ ان کی سب سے بڑی بہن فاطمہ بی کے اپنے شوہر سے اچھے تعلقات نہیں تھے۔ اس سے چھوٹی بہن طالع بی جواں عمری ہی میں وفات پا گئیں۔ چھوٹی بہن کریم بی اپنے شوہر کی دوسری شادی کے باعث عرصہ تک اپنے بھائیوں کے پاس رہیں۔ سب سے چھوٹی بہن زینب بی کی شادی وزیر آباد میں ہوئی تھی لیکن غالباً اولاد نہ ہونے کے باعث ان کی خوش دامن نے انہیں سسرال میں خوشی اور امن سے نہ رہنے دیا اور وہ مجبوراً میکے چلی آئیں۔ کئی سال وہیں رہیں۔ اس دوران ان کی ساس نے بیٹے کی شادی کسی دوسری جگہ کر دی اور بعد میں اپنی اس دوسری بہو پر بھی ایک سوتن لے آئیں۔ اقبال کے بہنوئی ایک سعادت مند بیٹے کی طرح زندگی بھر اپنی والدہ کے احکام کی تعمیل کرتے رہے لیکن ماں کی وفات کے بعد انہوں نے اپنی پہلی بیوی یعنی اقبال کی ہمشیرہ کو بسانا چاہا۔ مصالحت کی کوششیں ہونے لگیں۔ اقبال کے والدین بالآخر رضامند ہو گئے۔ لہٰذا اقبال کے بہنوئی ان کی رضامندی کا سہارا پا کر کچھ عزیزوں کو ساتھ لے کر زینب بی کو لے جانے کے لئے اپنے سسرال سیالکوٹ آئے۔ اتفاق سے اس دن جس روز اقبال کے بہنوئی زینب بی کو لے جانے کے لئے سیالکوٹ آئے اقبال لاہور سے سیالکوٹ آئے ہوئے تھے۔ انہیں جب معلوم ہوا کہ بہنوئی مصالحت کی غرض سے آئے ہوئے ہیں تو وہ بہت برہم ہوئے۔ والد نے بہت سمجھایا لیکن اقبال یہی کہتے رہے کہ مصالحت ہرگز نہیں ہو گی' آنے والوں کو واپس کر دیا جائے۔ والد

نے جب دیکھا کہ وہ کسی طرح رضامند نہیں ہوتے تو انہوں نے اپنے مخصوص نرم لہجہ میں کہا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں "وَالصُّلْحُ خَيْرٌ" کہا ہے۔ اتنا سننا تھا کہ اقبال خاموش ہو گئے' چہرے کا رنگ متغیر ہو گیا' جیسے کسی نے سلگتی آگ پر برف کی سِل رکھ دی ہو۔ تھوڑی دیر بعد والد نے پوچھا کہ پھر کیا فیصلہ کیا جائے؟ اقبال نے کہا "وہی جو قرآن کہتا ہے" چنانچہ مصالحت ہو گئی۔

اقبال دلی طور پر تمنا رکھتے تھے کہ معاشرے میں قرآنی تعلیمات کا دور دورہ ہو اور لوگ سنتِ رسول ﷺ کا بھی اتباع کریں۔ وہ شکوہ کناں تھے کہ امتِ محمدیہؐ نے قرآن کو غلاف میں بند کر بلند جگہ پر رکھ دیا ہے اور امت مسلمہ روایات میں کھو کر رہ گئی ہے۔ ان کا دل خون کے آنسو روتا تھا کہ مسلمان قرآن سے دور ہو گئے ہیں۔ مسلمانوں پر جو آفات' خواہ ان کا تعلق ارضی ہو یا سماوی' پڑ رہی ہیں' اقبال کا کہنا ہے کہ یہ اس وجہ سے ہے کہ مسلمان نے قرآن کو بند کر دیا ہے۔ وہ اپنے قول و فعل سے ثابت کرنا چاہتے تھے کہ قرآن ہی مسلمانوں کی عظمتِ رفتہ کو واپس لانے کا موجب بن سکتا ہے۔ ۱۹۳۱ء میں دوسری گول میز کانفرنس ہوئی۔ اقبال نے بھی اس میں شرکت فرمائی۔ انگلستان روانگی سے قبل اخباری نمائندوں نے آپ سے سوالات کئے۔ "ہندوستان ٹائمز" کے نمائندہ نے آپ سے دریافت کیا "آپ اس کانفرنس میں کیا خاص بات لے کر شامل ہو رہے ہیں"۔ علامہ اقبال نے اس سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا "میرے پاس کچھ نہیں ہے لیکن قرآن ہے' میں اسی کو پیش کروں گا"۔

(بشکریہ : روزنامہ نوائے وقت)

مطالعہ قرآن حکیم کے منتخب نصاب
کے دروس اب بزبان انگریزی بھی دستیاب ہیں
جولائی 94ء میں نیو جرسی (امریکہ) میں منعقدہ قرآنی کیمپ میں
ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے یہ دروس ریکارڈ کروائے تھے
مکمل سیٹ 32 ویڈیو کیسٹوں پر مشتمل ہے
------- برائے رابطہ -------
مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور
36-کے' ماڈل ٹاؤن لاہور' فون : 2-5869501